ابوالمعانی عصری

قومی زبان میں تعلیم و تدریس کا مسئلہ

مملکت خدا داد خطۂ ارضی پر معرض وجود میں آنے سے قبل تصور پاکستان کی تشکل میں متشکل ہوکر ذہنوں میں تعمیر و تشکیل ہوتی رہی

تصور پاکستان کے خالق حضرت علامہ اقبال مرحوم نے برصغیر کے مسلمانوں کو فکری تعذیہ فراہم کرکے قومی شعور کی نعمت سے مالامال فرمایا تحریک پاکستان ایک ایسی نظریاتی تحریک بن کر ابھری کہ بچے بچے کی زبان پر ورد کی صورت میں پاکستان کا نام دہرایا جانے لگا۔ اکابرین سیاست اسی نظریاتی تحریک کو آگے بڑھاتے رہے اور اس جداگانہ آزاد ریاست کے قیام کے مخالفین اس تحریک کی مخالفت کرتے رہے لیکن نظریے کی منطقی صداقت نے اسے حقیقت ثابت کردیا اور مخالفین کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔

مملکت خداداد کیونکر معرض وجود میں آئی ؟ اس سوال کا جواب صرف یہ ہے کہ جس نظریۂ حیات کے پیچھے اس کے مقلدین کے کھرے اور صادق جذبے کارفرما ہوں وہ نظریۂ حیات کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے اور اس کی حمایت تائیدِ خداوندی سے ہوتی ہے، خلوص اور لگن نے مسلمانوں کو متحد کردکھایا اور تصور پاکستان مملکت خدا داد کی صورت میں ابھرا اور برصغیر کے مسلمانوں کی جداگانہ آزاد ریاست معرض وجود میں آگئی۔

آزادی کی نعمت قوموں کو بڑی قربانیوں کے بعد نصیب ہوتی ہے اور جو قوم آزادی کی نعمت کا شعور نہیں رکھتی وہ نزاعی عمل کا شکار ہوجاتی ہے اور جو قوم اپنے محسنوں کی قربانیوں کی پاسداری کرتی ہے وہ اس نزاعی عمل سے بالاتر ہوکر مجتہدانہ عمل کی پیروی کرتی ہے نزاعی عمل کو کشمکش سے مجتہدانہ عمل رفتار میں ایک گونہ بعد وقوع ہوتا ہے ان دونوں عملوں کے مابین

خلفشار کی وادی پڑتی ہے جو قومی شعور کو انتشار سے دوچار کر کے پارہ پارہ کر دیتی ہے۔

مملکت خداداد کو آج ہزاروں نزاعی مسائل سے گزرنا پڑ رہا ہے جگہ بہ جگہ سیاسی مخاصمتیں دیکھنے میں آرہی ہیں۔ کہیں لسانی نزاعی عمل خلفشار کو تقویت دے رہا ہے تو کہیں اقتدار کا حصول ملکی سیاست کی اقدار کو ملیامیٹ کر رہا ہے

کہیں مذہبی فرقہ واریت پھیلا کر اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش جاری ہے تو کہیں سیاست کے نام پر ملکی سلامتی اور قومی یکجہتی پر وار کیے جا رہے ہیں کہیں نظریاتی کشمکش کو ہوا دے کر صوبائی عصبیت کو فروغ دیا جا رہا ہے تو کہیں لسانی منافرتوں کو اجاگر کیا جا رہا ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ آخر اس کی کچھ معقول وجوہ ہونا ضروری ہیں ایسے کون سے عمل و محرکات ہیں جو ان حالات کو دگرگوں کر رہے ہیں ان عوامل و محرکات کا بغور تجزیہ کیا جائے۔

اولین محرک قومی مثبت سوچ کا فقدان ہے

قومی مثبت سوچ کا فقدان کس طرح ختم کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے ہمسایہ دوست ملک چین ہی کو لیجئے جو ہماری آزادی کے بعد ہی آزاد ہوا ہے اور دنیا کی ترقی یافتہ قوموں میں شمار ہوتا ہے۔ ملکی وسائل سے بھرپور استفادہ کر کے اپنی ملکی خود کفالتی پر پوری پوری توجہ دی اور ہر طرح کے مسائل سے نمٹنے کے لیے شبانہ روز محنت کر کے اپنے مسائل حل کر کے ہی دم لیا اور ہم ہیں قومی زبان کو ملک میں نافذ کرنے میں لیت و لعل کر رہے ہیں حالانکہ قومی زبان ہی وہ واحد موثر ذریعہ ہے جو قوم کو باہم متحد رکھنے میں مدد دیتا ہے۔

ہم قومی زبان کو مرکز میں نافذ کرنے کی بجائے دیس نکالا دینے پر تلے ہوئے ہیں اور ذریعہ تعلیم میں اس کی اہمیت و افادیت سے بے نیاز ہو کر ذریعہ تعلیم میں صوبائی بولیوں کو جگہ دے رہے ہیں۔ جس کے منفی نتائج بہت جلد ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔

قومی زبان میں تعلیم و تدریس ملکی وحدت و سلامتی اور قومی یکجہتی کی علامت ہوتی ہے اور صوبوں کے مابین باہمی ربط و محبت کا وسیلہ و ذریعہ ہوتی ہے۔ صوبائی بولیوں کو تعلیم و تدریس میں جگہ دے کر صوبائی عصبیت کو توانا کرنے کے مترادف ہوگا۔

صوبہ سندھ میں سندھی زبان تعلیم و تدریس میں رائج چلی آرہی ہے اور صوبہ سرحد میں پشتو زبان

پہنچائی جارہی ہے صوبہ پنجاب اور صوبہ بلوچستان میں ابتدائی جماعتوں سے ذریعہ تعلیم و تدریس اردو ہی چلی آرہی ہے۔ اسی رواج سے اردو زبان کو جلا ملی ہے۔

صوبہ پنجاب تو مختلف بولیوں اور علاقائی زبانوں کا صوبہ ہے اور عشرہ دو عشرہ ہوئے ہیں کہ یہاں سرائیکی زبان نے بال و پر نکالے ہیں اور اب اس کے حامی دانشور سرائیکی صوبہ کا مطالبہ کررہے ہیں۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ سرائیکی زبان علاقائی لہجہ ہے اور کچھ الفاظ کا فرق ہے جو عموماً ہر علاقائی زبان میں دیکھنے میں آتا ہے۔ پنجاب میں مختلف بولیاں بولی جاتی ہیں اور ہم سبھی ان کو پنجابی زبان تسلیم کرتے ہیں۔

ابتدائی جماعتوں میں مادری علاقائی بولیوں کو ذریعہ و تدریس میں جگہ دینا غیر دانشمندانہ اور عملاً دور از کار فیصلہ معلوم ہوتا اور اس کا منطقی ثبوت وقت آنے پر منظر عام پر آئے گا اور اس ثبوت یہ ہے کہ ایک ادھیڑ عمر آدمی جب لاہور جاتا ہے تو وہاں لاہوری پنجابی سے سابقہ پڑتا ہے۔ اور ایک دیہاتی اجنبی اپنے آپ کو سب سمجھنے میں معذور پاتا ہے لیکن اردو زبان بلا تفریق ہر صوبے کے لوگ سمجھتے ہیں حتیٰ کہ پشتو بولنے والے بھی اردو زبان میں اپنے مافی الضمیر کا اظہار کرلیتے ہیں جب کہ علاقائی بولیوں میں یہ صلاحیت ہرگز نہیں۔ میرا یہ منطقی دعویٰ ہے کہ اردو ہماری ملکی وحدت، ملی تشخص اور قومی یکجہتی کی آئینہ دار ہے قومی زبان کو حصول تعلیم و تدریس کے بنیادی ذرائع میں شامل رکھنا اپنی تہذیبی وراثت کی حفاظت کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔

قومی زبان اردو علاقائی بولیوں کی ماں کی حیثیت سے اپنا تہذیبی عمل رواں رکھے ہوئے ہے۔ اردو زبان کسی خطے کی مخصوص ترجمان نہیں ہے اس کی آفاقی اور علمی حیثیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے دفتری زندگی میں اس کی ترویج شعوری اور لاشعوری ہر دو طرح سے ہو رہی ہے جو اس کی اہمیت و افادیت کو واضح کرتی ہے قومی زبان کو سرکاری سطح پر نافذ کرنے کی اشد ضرورت ہے ملکی دستور کے مطابق قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ حل کرنا ازحد لازم معلوم ہوتا ہے بصورت دیگر ملک میں علاقائی منافرت و عصبیت کو تقویت ملتی رہے گی۔

حضرت قائداعظم علیہ الرحمتہ نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا تھا کہ پاکستان کی سرکاری قومی زبان اردو اور صرف اردو ہوگی۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ ملک میں دو قومی زبانوں کا مسئلہ بھی زیرِ غور آیا تھا بنگالی زبان کی مشرقی پاکستان کی قومی زبان کا درجہ دلوانا چاہتے تھے لیکن ایسا نہ ہو سکا اور بالآخر لسانی منافرت و عصبیت نے قومی ملی وحدت اور قومی یکجہتی پر ایسی ضرب کاری لگائی کہ مشرقی پاکستان کٹ کر رہ گیا۔

لسانی مسائل کو تدبر و احتیاط سے حل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ... لدبازی میں حقائق سے روگردانی و انحراف کرتے ہوئے ان مسائل کو مستقبل میں پیدا ہونے والے خطرات کا پیش خیمہ نہ سمجھا گیا تو ملکی وحدت و سلامتی، ملی تشخص اور قومی یکجہتی پر وار ہونا شروع ہو جائیں گے۔

دانش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ لسانی منافرتوں کی خلیج کو کم کرنے پر زور دیا جائے تاکہ قومی زبان کی اہمیت و افادیت برقرار رہے آبادی کے اعتبار سے صوبہ پنجاب ایک گنجان آباد صوبہ ہے اور یہاں پر پندرہ بیس میل پر پنجابی زبان کا لہجہ بدل جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج سے ربع صدی قبل سرائیکی زبان کا یہاں نام و نشان تک کسی نے نہیں سنا تھا۔ حالانکہ یہاں کے لوگ صدیوں سے یہی زبان بولتے ہیں اور یہ بولی بھی پنجابی ہی کی دیگر بولیوں کی طرح علاقائی بولی ہے اور آج سرائیکی زبان کی آڑ میں الگ سرائیکی صوبہ بنانے کے مطالبات کیے جا رہے ہیں۔ ابھی اسے زبان کا درجہ نہیں مل سکا سرائیکی الفاظ کا نزاعی مسئلہ الگ توجہ طلب ہے۔

حال ہی میں وفاقی حکومت نے ابتدائی جماعتوں میں صوبہ پنجاب میں علاقائی زبان پنجابی کو ذریعہ تعلیم و تدریس قرار دیا ہے اردو زبان جو ہماری ملی و قومی وحدت کی علامت سمجھی جاتی ہے اور ایک عرصے سے ابتدائی جماعتوں میں ذریعہ تعلیم و تدریس چلی آ رہی ہے۔ معلوم نہیں کہ پنجابی زبان کو اردو زبان کا کس طرح ہم مرتبہ بنایا جا رہا ہے جب کہ اردو زبان کی علمی و تعلیمی افادیت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ معصوم بچوں کی زبان کو زرخیز اور باصلاحیت سرمایہ سے مالا مال کرنے کے بجائے ان کے فطری و قدرتی صلاحیت کو بھی سلب کرنے کے لیے جامع منصوبہ بندی کی جا رہی ہے جو کسی طرح بھی مناسب و موزوں اور منطقی نہیں ہے۔ ہندوستان میں آٹھ سو سے زائد علاقائی بولیاں بولی جاتی ہیں۔ لیکن بھارتی حکومت نے اردو دشمنی کی بناء پر ہندی زبان کو سرکاری و قومی زبان قرار دے دیا یعنی اردو زبان کی اہمیت و افادیت کو سمجھنے کے باوجود دانستہ طور پر نظر انداز کر دیا گیا لیکن اس وقت بھی ہندوستان میں ساٹھ کروڑ افراد اردو زبان بولتے، لکھتے

سمجھتے اور بولتے ہیں جو اردو زبان کی آفاقی حیثیت تسلیم کرنے کے لیے کافی ہے۔

ہندوستان میں نئی نسل جو سکولوں میں ہندی زبان پڑھ رہی ہے اور اردو زبان سے نابلد ہے ان کی سماجی و معاشرتی مشکلات کا اندازہ لگانا دشوار نہیں۔

کسی زبان کو وسیلہ تعلیم وتدریس بنانا اس وقت تک ممکن نہیں ہوتا جب تک وہ زبان اپنے ذاتی حروف تہجی نہ رکھتی ہو۔ کسی زبان کے شعار حروف تہجی تفہیم وادائیگی میں وہ کردار ادا نہیں کرپاتے جو اس کی آواز وادائیگی حرف وصوت میں لاشعوری اور قدرتی طور پر موجود ہوتا ہے۔

قومی وحدت کا تقاضا یہ ہے کہ اردو زبان کو اس کا حقیقی مفہوم دیا جائے تاکہ دیگر برادر ممالک میں پاکستان کا ملی تشخص نکھر کر سامنے آئے اور قومی سوچ میں ہم آہنگی پیدا ہو اور قومی یکجہتی میں فروغ ہو اور عصبیت پرستی کے عفریت کا خاتمہ ممکن ہو۔

دیکھنا یہ ہے کہ تعلیمی وتدریسی معیار کیوں روز بروز انحطاط کا شکار ہوتا جارہا ہے ہم سے پہلے بھی لوگ تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں لیکن وہ تعلیم اگرچہ محدود پیمانے پر ہوتی رہی ہے لیکن تعلیم حاصل کرنے والے اذہان نہایت صحت مند وتوانا ذہن بن کر سامنے آتے رہے ہیں۔ اصل مسئلہ ذہنوں کی عملی پرداخت کا ہے جب تک ذہنوں کی پسماندگی کا خاتمہ نہیں ہوجاتا ہے اس وقت تک قومی وحدت و سلامتی پر تیر برستے رہیں گے۔

خداوند کریم ہمارے دانشمندوں کو مزید ترقی دے تاکہ وہ ملک وملت کے حقیقی مقاصد و مفادات کے پیش نظر فیصلے کرنے کے قابل ہوں۔

(نوٹ: ادارے کا مضمون نگار سے اتفاق رائے ضروری نہیں ہے)

بقیہ: علامہ تاج محمود امروٹی ۔۔۔۔۔۔

کئی مہینوں تک آپ جیل میں بند رہے آپ نہایت متقی اور پرہیزگار انسان تھے آپ کا دسترخوان بہت وسیع تھا جہاں پر ہر وقت فقراء اور مساکین اور غرباء کو کھانا ملتا تھا۔ آپ کے بڑے صاحبزادے کو شہید کیا گیا تو آپ کے ہزاروں مریدین آئے اور انتقام انتقام کے نعرے لگائے مگر آپ نے سب کو یہ کہا کہ میں اس معاملہ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہی انصاف کرنے والا ہے۔